ظہور مسیح و مہدی علیہ السلام

قرآن کریم واحادیث نبویہ

کی پیشگوئیوں

کی روشنی

میں

بسم الله الرحمن ا لرحیم

ظہور مسیح ومہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام

(قرآن واحادیث کی پیشگوئیوں کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (سورۃ الجمعہ:4,3)

کہ وہ خدا ہی ہے جس نے امیوں (یعنی عربوں) میں انہیں میں سے اپنا رسول (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کومبعوث فرمایا۔ جوان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگر چہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہ تھے اور اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امیوں (یعنی عربوں) کے علاوہ ایک اور قوم پر بھی اللہ کی آیتیں پڑھیں گے انہیں پاک کریں گے انہیں کتاب اور حکمت سکھائیں گے جو انہیں میں سے ہو جائینگے اور انہیں کے کمالات پیدا کرلیں گے مگر ابھی تک وہ ان سے ملے نہیں اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ کا لفظ مفعول بہ واقع ہوا ہے اور اس کا فاعل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ اس طرح اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور قوم کی بھی تربیت کریں گے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائیں گے۔ اس آیت کے نزول پر صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ نے حضرت سلمان فارسی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا

لو كان الايمان عند الثريا لناله رجال او رجل من هؤلاء

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ **باب قوله و آخرين منهم لما يلحقوا بهم**)

کہ اگر کسی زمانے میں ایمان ثریا ستارے پر جا پہنچا تو اس قوم میں سے ایک فرد ہوگا جو اسے وہاں سے بھی لے آئے گا راوی کہتا ہے کہ یا آپ نے فرمایا کہ اس قوم میں سے ایسے افراد ہوں گے جو ایمان کو ثریا ستارے سے بھی حاصل کر لیں گے۔

اس حدیث نبوی میں یہ بتایا گیا ہے کہ آخرین کے لفظ میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ عرب نہیں ہوں گے بلکہ غیر عرب عجمی قوم کے افراد ہوں گے اور ایمان کے ثریا ستارے پر جانے کا ذکر کر کے یہ سمجھا دیا کہ وہ اس زمانے میں ہوں گے جس میں ایمان زمین سے پرواز کر چکا ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ زمانہ خلفائے راشدین، تابعین یا تبع تابعین کا زمانہ نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ نے امت کی پہلی تین صدیوں کو امت کا بہترین زمانہ قرار دیا ہے۔

(بخاری كتاب الرقاق باب ما يحذر من زهرة الدنيا و التنافس فيها)

آنحضرتﷺ تو 63 سال کی عمر میں وفات پا کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، جنت میں آپ کا بسیرا ہے اور کوئی جنتی جنت سے نکل کر دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ (سورۃ الحجر:49) اس لئے خیر القرون کا زمانہ گزرنے کے بعد گمراہی اور بے دینی کے زمانے میں آپ خود تو جنت سے نکل کر دنیا میں دوبارہ آکر غیر عرب قوم کی تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکتے پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امت پر گمراہی کے زمانے میں ایک ایسا وجود آئے گا جو آپ کا بروز یعنی آپ کی صفات کا عکس بن کر آئے گا، اس کا آنا آپ کا آنا اور اس کا غیر عرب قوم میں مبعوث ہونا آپ کا مبعوث ہونا قرار پائے گا۔ احادیث نبویہ میں اس آنے والے بروز محمد کو مسیح اور امام مہدی کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:۔ یہاں پر یہ عرض کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ افراد امت کا ایک طبقہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ آخری زمانے میں مسیح اور مہدی کے نام سے دو علیحدہ علیحدہ وجود آئیں گے جو دونوں مل کر خدمت دین اور اصلاح امت کی خدمت سرانجام دیں گے۔

یہ خیال درست نہیں۔ چنانچہ احادیث نبویہ میں اس وقت زمانہ نبوی کے قریب ترین کتاب ھمام بن منبّہ کا صحیفہ ہے اس میں آخری زمانہ کی بابت ان پیشگوئیوں کا بیان نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد زمانہ نبوی کے قریب ترین حدیث کی کتاب حضرت امام مالک کی مؤطا ہے اس میں آخری زمانے کی بابت پیشگوئیوں کا بیان تو ہے مگر صرف نزول مسیح کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ مسیح کے ساتھ مہدی کے نام سے آنے والے کسی علیحدہ وجود کے آنے کا ذکر موجود نہیں۔ ان دونوں کتابوں کے بعد اپنی سند اور ثقاہت کے اعتبار سے صحاح ستہ کا مقام ہے۔ صحاح ستہ میں سے بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مرتبہ دیگر کتب سے بڑھ کر ہے۔ صحیحین میں نزول مسیح کا ذکر موجود ہے مگر مسیح کے ساتھ مہدی کے نام سے آنے والے کسی اور فرد کا تذکرہ موجود نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ لکھا ہے کہ

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

(بخاری کتاب **احادیث الانبیاء** باب **نزول عیسی ابن مریم**)

کہ اے مسلمانو! تمہاری کتنی خطرناک حالت ہوگی جب تم میں ابن مریم آئے گا اور وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ اسی طرح فرمایا

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامّکم منکم

(مسلم کتاب الایمان باب **نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعة نبینا محمد**ﷺ)

کہ تمہاری حالت کتنی خطرناک ہوگی جب ابن مریم تم میں آئیگا اور وہی تمہاری امامت کرے گا اور تم میں سے ہوگا۔

صحیح مسلم میں اس حدیث کے بعد لکھا ہے

قال ابن ابی ذئب تدری ما امکم منکم ؟قلت تخبرنی قال فامکم بکتاب ربکم تبارك وتعالی وسنة نبیکم ﷺ

راوی کہتا ہے کہ ابن ابی ذئب نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ امکم منکم کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا آپ ہی بتائیں انہوں نے کہا کہ مسیح تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق امامت کریں گے۔اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا

یوشك من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما مهدیا

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ:411)

یعنی تم میں سے جو زندہ رہے گا قریب ہے کہ وہ عیسی ابن مریم سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ امام مہدی ہو۔

"سورۃ تکویر میں علامات زمانہ مسیح موعود:۔حضرت رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں جو شخص قیامت کو اس طرح معلوم کرنا چاہے جس طرح آنکھوں دیکھی چیز تو اسے سورۃ التکویر، سورۃ الانفطار اور سورۃ الانشقاق پڑھنی چاہئیں۔

(ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة اذا الشمس کورت)

شیعہ تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین میں بھی یہی حدیث درج ہے کہ جو شخص قیامت کو اس طرح معلوم کرنا چاہے جس طرح آنکھوں دیکھی چیز تو وہ سورۃ تکویر پڑھے

اس حدیث میں قیامت سے مراد وہ قیامت کبریٰ نہیں ہے جو دنیا کے فنا ہونے

کے بعد آئے گی بلکہ اس حدیث کے لفظ قیامت سے مراد مسیح ومہدی کے ظہور کا زمانہ ہے جسے استعارةً قیامت قرار دیا گیا ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ ان سورتوں میں بیان ہونے والی پیشگوئیاں اس آخری زمانے میں پوری ہوچکی ہیں۔ان پیشگوئیوں نے پورا ہوکر اس بات کی گواہی دے دی ہے کہ یہ آیات قیامت کبریٰ کے حالات بیان نہیں کر رہیں بلکہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے مسیح ومہدی کے زمانہ کی علامات بیان کررہی ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے سورة التکویر میں بیان ہونے والی پیشگوئی وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ کی ہم معنی ایک پیشگوئی ظہور مسیح کے زمانہ کی ایک علامت کے طور پر ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے

ولتترکن القلاص فلا یسعی علیھا(مسلم کتاب الایمان باب **نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعة نبینا محمد ﷺ**)

کہ مسیح کے زمانے میں اونٹنیوں کا تیز رفتاری کیلئے استعمال چھوڑ دیا جائے گا۔ آپ نے یہ پیشگوئی فرما کر ہمیں یہ سمجھا دیا کہ سورة تکویر میں بیان ہونے والی پیشگوئیاں ظہور مسیح کے زمانہ کی بابت بیان ہوئی ہیں۔اس تمہیدی گزارش کے بعد اب میں سورة تکویر سے وہ آیات دوستوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

فرمایا اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کہ سورج لپیٹ دیا جائے گا یہ فقرہ بتا رہا ہے کہ یہ قیامت کبریٰ کی بات نہیں ہورہی کیونکہ قیامت کبریٰ کے دن تو ساری کائنات سمیت سورج بھی فنا ہوجائے گا۔پس یہاں سورج سے مراد حضرت رسول پاک ﷺ کا وجود ہے جنہیں قرآن نے روحانی طور پر سورج قرار دیا ہے(احزاب۔۴۷)اوراس آیت میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کو لپیٹ کر رکھ دیا

جائے گا اور خود تراشیدہ نئے نئے نظریات اور بدعات کا دنیا میں پرچار کیا جائے گا۔

پھر فرمایا وَاِذَاالنُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ کہ جب ستارے دھندلے ہو جائیں گے۔ قیامت کبریٰ کے دن تو ستاروں کا وجود ہی نہیں رہے گا تو وہ دھندلے کیسے ہوں گے، یہ دھندلے ہونے کا لفظ اشارہ کرتا ہے کہ اس میں آخری زمانہ یعنی ظہور مسیح کے زمانہ کی خبر دی گئی ہے اور جس طرح سورج سے مراد حضرت رسول پاک ﷺ کا وجود ہے اس نسبت سے ستاروں سے مراد علمائے دین ہیں اور اس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ جس زمانے میں مسیح اور مہدی کا ظہور ہو گا اس زمانے میں علمائے دین میں تقویٰ اور روحانیت نہیں رہے گی چنانچہ ایک حدیث نبوی ﷺ میں بھی اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے، حضرت رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں:۔

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اسلام کا نام باقی رہ جائے گا، قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت کے لحاظ سے ویران ہوں گی۔ ایسے لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے، انہی میں سے فتنے نکلیں گے اور پھر لوٹ کر انہی میں واپس چلے جایا کریں گے''

(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث)

پھر فرمایا وَاِذَاالْجِبَالُ سُیِّرَتْ جب پہاڑ چلائے جائیں گے یعنی سڑکیں اور دیگر ضروریات کی خاطر بارود کے ذریعہ پہاڑوں کو وہاں سے اڑا دیا جائیگا اور ان کے پتھروں کو کام میں لانے کیلئے دور دور تک منتقل کر دیا جائیگا۔

پھر فرمایا وَاِذَاالْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی یہ فقرہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ قیامت کبریٰ کے واقعات کا تذکرہ نہیں ہے کیونکہ حمل اور ولادت یہ اس دنیا کے معاملات ہیں نہ کہ دنیا کے فنا ہونے کے بعد قیامت کبریٰ کے۔

دوسرے قیامت کبریٰ کا دن تو وہ ہے جب انسان اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں اور بیوی بچوں کو بھی چھوڑ دے گا (سورۃ عبس:35 تا37) جب اتنے عزیز رشتہ داروں کو انسان چھوڑ دے گا تو وہاں اونٹنی کے چھوڑنے کا تذکرہ تو بے محل ہے۔ حضرت رسول پاک ﷺ نے مسیح کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

و لتترکن القلاص فلا یسعی علیھا

(مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعۃ نبینا محمد ﷺ)

کہ مسیح کا زمانہ ایسا ہوگا جب اونٹنیوں کو فارغ چھوڑ دیا جائے گا اور ان سے بھاگ دوڑ اور تیز رفتاری کا کام نہیں لیا جائے گا۔ اس میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آئندہ ایسی سہولت والی تیز رفتار سواریاں ایجاد ہو جائیں گی جن کی موجودگی میں اونٹنیوں کی قدر و قیمت کم ہو جائیگی، چنانچہ آج دنیا میں اونٹنیوں کا استعمال متروک ہو گیا ہے، شاذ و نادر کے طور پر اونٹنیوں کا استعمال ہوتا ہے ورنہ صدیوں پیچھے اس ماحول کو ذہن میں لائیں کہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اور جس قوم کے سامنے کی گئی ان کے ہاں سب سے قیمتی جائیداد اونٹنی ہی تھی، وہ لوگ اس کا دودھ پیتے تھے، اس کا گوشت کھاتے تھے، اس پر سواری کرتے تھے، اس پر بار برداری کرتے تھے، پھر اسی کی اون سے خیمے اور کپڑے تیار کرتے تھے اور حاملہ اونٹنی کی قدر تو اور بھی بڑھ جاتی تھی۔

پھر فرمایا **وَاِذَاالْوُحُوْشُ حُشِرَتْ** کہ جب وحشی جانور اکٹھے کئے جائیں گے۔ قیامت کبریٰ کا دن تو فنا کا دن ہے نہ کہ وحشی جانوروں کو اکٹھا کرنے کا۔ پس اس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ ظہور مسیح کے زمانے میں دنیا میں چڑیا گھر بنائے جائیں گے اور وحشی جانوروں کو وہاں پر رکھا جائیگا۔

پھر فرمایا **وَاِذَاالْبِحَارُ سُجِّرَتْ** کہ جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔ قیامت

کبریٰ کے دن تو زمین ہی نہیں ہوگی سمندر کہاں سے پھاڑے جائیں گے، پس یہ بھی مسیح کے زمانہ کی علامت بیان ہورہی ہے۔عربی زبان میں بحار سمندر کو بھی کہتے ہیں اور دریا کو بھی۔اگر بحار کا ترجمہ سمندر کیا جائے تو اس میں نہر سویز اور نہر پانامہ کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ ان نہروں کے ذریعہ سمندروں کو پھاڑ کر آپس میں ملا دیا گیا ہے۔

چنانچہ نہر سویز کے ذریعہ بحیرہ قلزم کو بحیرہ روم سے اور نہر پانامہ کے ذریعہ بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کو باہم ملا دیا گیا ہے اور اگر بحار کا معنی دریا کیا جائے تو اس میں دنیا میں نہری نظام کے جاری ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ آب پاشی کی خاطر دریاؤں کو پھاڑ کر نہریں نکالی جائیں گی۔

پھر فرمایا وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ جب نفوس ملا دیئے جائیں گے چنانچہ اس میں یہ بتایا گیا کہ مسیح کے زمانہ میں آمدروفت اور رسل ورسائل کے ذرائع ترقی پر ہوں گے اور مختلف قوموں اور علاقوں کے افراد کا آپس میں ملاپ اور رابطہ بڑھ جائیگا۔

پھر فرمایا وَاِذَ االْمَوْءُ دَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ جب زندہ گاڑی جانے والی لڑکی کے بارہ میں سوال کیا جائے گا کہ آخر کس گناہ کے بدلہ میں اس کو قتل کیا گیا۔اگر ان آیات میں قیامت کبریٰ کا ذکر مانا جائے تو اس دن تو اس سے بڑے بڑے گناہوں کے بارہ میں بھی باز پرس ہوگی خصوصاً شرک اور بت پرستی جو سب سے بڑا گناہ ہے۔ بڑے بڑے گناہوں کو چھوڑ کر بیٹی کو زندہ دفن کرنے کے گناہ کا تذکرہ بے محل ہے۔پس اس میں خبر دی گئی ہے کہ جس زمانہ میں مسیح کا ظہور ہوگا اس زمانے میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا قانوناً جرم بن جائیگا اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس سے اس کی بابت باز پرس کی جائے گی اور اسے اس کی سزا دی جائیگی۔چنانچہ انگریزی حکومت نے 1872ء میں ایسا قانون جاری کیا۔

پھر فرمایا وَاِذَاالصُّحُفُ نُشِرَتْ اور جب کتابیں پھیلا دی جائینگی۔اس میں

نشر واشاعت کے وسائل کی ترقی کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ مسیح کے زمانہ میں کتابوں، رسالوں اوراخبارات کی اشاعت کثرت کے ساتھ ہوگی۔

پھر فرمایاوَاِذَ االسَّمَآءُ کُشِطَتْ کہ جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔ قیامت کبریٰ کے دن تو آسمان ہوگا ہی نہیں تو کھال کس کی اتاری جائیگی۔ پس اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ جس طرح کسی جانور کی کھال اتارنے کے نتیجے میں اس کے جسم کے اندرونی اعضاء نظر آنے لگ جاتے ہیں اسی طرح مسیح کے زمانہ میں Astronomy یعنی علم فلکیات بہت ترقی پر ہوگا۔

پھر فرمایا وَاِذَاالْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ کہ جب جہنم بھڑکائی جائیگی اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس زمانہ میں مسیح کاظہور ہوگا اس زمانہ میں دنیا میں گناہوں کی بہت کثرت ہوگی اور گناہ گار اپنے گناہوں میں بڑھتے چلے جانے کے نتیجے میں جہنم کو بھڑکاتے چلے جائیں گے۔

پھر فرمایا وَاِذَاالْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ جب جنت قریب کردی جائیگی۔یعنی جب گناہوں کی کثرت ہوگی تو اس زمانہ میں تھوڑی نیکی کرنے والا بھی جنت کے قریب ہو جائے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ

من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد

(مشكوة كتاب الايمان باب الاعتصام بالكتاب و السنة الفصل الثانی)

کہ جس نے میری امت کی خرابی کے زمانہ میں میری سنت کو پکڑے رکھا وہ سو شہیدوں کا اجر پائیگا۔

حضرات! ان تمام علامات نے اس دنیا میں پورا ہوکر اس بات کی گواہی دے دی کہ یہ کائنات کے فنا ہونے کے بعد قیامت کبریٰ کے حالات کا بیان نہیں تھا بلکہ اس دنیا

میں آئندہ رونما ہونے والے حالات کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

پس یہ جو حدیث میں فرمایا گیا تھا کہ جو قیامت کے حالات یوں معلوم کرنا چاہتا ہے جیسے آنکھوں دیکھی بات تو وہ سورۃ تکویر پڑھ لے،اس سے یہی مراد تھی کہ سورۃ تکویر میں ظہور مسیح اور ظہور مہدی کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ (سورۃ التکویر:19,18)اور میں رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جب وہ ختم ہو جائیگی اور صبح کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جب وہ سانس لینے لگے گی اور روشن ہوگی۔

قیامت کبریٰ کے دن جب نظام شمسی کا وجود ہی نہیں ہوگا تو پھر رات کے آنے اور اس کے ختم ہونے اور صبح کے طلوع ہونے اور روشن ہونے کا کیا مطلب؟ پس اس میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ وہ زمانہ جس میں یہ علامات پوری ہوں گی وہ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہوگا اور اس میں اسلام کے زوال اور اس کے انحطاط کی رات ختم ہو جائے گی اور غلبہ اسلام کی صبح طلوع ہوگی اور روشن سے روشن تر ہوتی چلی جائے گی۔

سورۃ الانفطار میں بیان شدہ پیشگوئیاں:۔اللہ تعالیٰ سورۃ الانفطار میں فرماتا ہے اِذَاالسَّمَآءُ انْفَطَرَتْ کہ جب آسمان پھٹ جائے گا جس سے مراد یہ ہے کہ جس زمانہ میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اس زمانہ میں شرک اور عیسیٰ پرستی دنیا میں پھیل چکی ہوگی جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ زمین پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عیسیٰ پرستی کی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے۔(سورۃ مریم:91) گویا اس مضمون کے مطابق سورۃ الانفطار میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں عیسیٰ پرستی کا

دنیا میں غلبہ ہوگا جس کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے گا یعنی دنیا میں طرح طرح کے عذابوں کا سلسلہ جاری ہوگا۔ چنانچہ طاعون، جنگوں اور زلزلوں کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

فرمایا وَاِذَاالْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ یعنی جب ستارے جھڑ جائیں گے، اس سے یہ مراد ہے کہ حقیقی علمائے دین دنیا سے نابود ہو جائیں گے اور ہدایت دینے والے لوگ کم ہو جائیں گے۔

پھر فرمایاوَاِذَاالْبِحَارُ فُجِّرَتْ یعنی سمندر یا دریا پھاڑ دیئے جائینگے، یہ وہی مضمون ہے جو سورۃ التکویر کی آیت وَاِذَاالْبِحَارُ سُجِّرَتْ میں بیان ہوا ہے۔

پھر فرمایاوَاِذَاالْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ یعنی جب قبریں اکھیڑ کر ادھر ادھر بکھیر دی جائیں گی۔ اس آیت میں محکمہ آثار قدیمہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں مدفون بستیوں اور پرانے مقبروں کو اکھیڑ دیا جائے گا اور وہاں سے لاشیں نکال نکال کر مختلف عجائب گھروں میں رکھی جائیں گی۔

سورۃ القیامہ میں بیان شدہ علامات:۔ اللہ تعالیٰ سورۃ القیامۃ میں فرماتا ہے یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ ۔ انسان پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ فرمایافَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ جب آنکھیں پتھرا جائیں گی یعنی اس زمانے میں بہت ہولناک عذاب آئیں گے وَخَسَفَ الْقَمَرُ اور چاند کو گرہن لگے گا وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور سورج اور چاند دونوں کو جمع کر دیا جائیگا یعنی سورج گرہن ہوگا کیونکہ سورج اور چاند کے اکٹھے ہونے سے سورج کو گرہن لگتا ہے جیسے زمین اور چاند کے اکٹھے ہونے سے چاند کو گرہن لگتا ہے۔ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍاَیْنَ الْمَفَرُّ اس وقت انسان کہے گا کہ اب میں بھاگ کر کہاں جا سکتا ہوں کَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ سنو! آج عذاب سے

نہ بچنے کی کوئی جگہ نہیں، اس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہو گا۔(سورۃ القیامۃ:7 تا 13) ان آیات میں قیامت سے مراد کائنات کے فنا ہونے کے بعد آنے والی قیامت کبریٰ نہیں ہوسکتی کیونکہ قیامت کے دن نہ چاند ہو گا نہ سورج اور نہ ہی زمین ہوگی۔اس لئے اس دن گرہن بھی نہیں ہوسکتا۔اسی طرح قیامت کے دن عذاب سے بچنے کیلئے خدا کے پاس جانا انسان کوکوئی فائدہ نہیں دے گا۔ہاں دنیا میں خدا کی طرف رجوع کرنا انسان کو عذاب سے بچالیتا ہے۔

پس یہ امور بتا رہے ہیں کہ ان آیات میں یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ سے مراد آخری زمانہ میں مسیح اور مہدی کے ظہور کا زمانہ ہے کیونکہ چانداور سورج کو گرہن ہونا اپنے اندر یہ مفہوم رکھتا ہے کہ نظام شمسی اپنے مدار میں اپنی مقررہ رفتار کے مطابق چل رہا ہو۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ چانداور سورج کو گرہن کیسے لگتا ہے؟ جب گردش کرتے کرتے زمین، چانداور سورج کے درمیان حائل ہو جائے جس کے نتیجہ میں سورج کی شعاعیں چاند پر نہ پڑیں اور چاند تاریک ہو جائے تو اسے چاند گرہن کہتے ہیں اور جب زمین یہ سفر طے کر کے چانداور سورج کے درمیان نہ رہے تو چاند گرہن ختم ہو جاتا ہے۔اسی طرح جب سورج اور زمین کے درمیان چاند حائل ہو جائے اور زمین پر سورج کی شعاعیں نہ پہنچ سکیں تو اس حالت کو سورج گرہن کہتے ہیں اور پھر جب چاند سفر کرتے کرتے آگے گزر جائے تو سورج گرہن ختم ہو جاتا ہے۔

پس چانداور سورج کے گرہن کا ہونا اور عذابوں سے بچنے کیلئے خدا کی طرف رجوع کرنا یہ امور اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ قیامت کبریٰ کے واقعات کا بیان نہیں ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن خدا کی طرف رجوع انسان کو عذاب سے بچنے کے لئے کوئی فائدہ نہیں دے گا ہاں دنیا میں خدا کی طرف رجوع کرنا عذاب سے بچا لیتا ہے۔پس یہاں قیامت صغریٰ یعنی مسیح موعود کے ظہور کے زمانہ کی علامات کا بیان ہو رہا ہے کہ اس کے زمانہ

میں ہولناک عذاب بھی آئیں گے اور چانداور سورج کو گرہن بھی لگے گا۔اوراس زمانہ میں ان عذابوں سے بچنے کے لئے خدا کی طرف رجوع ہی فائدہ مند ثابت ہوگا۔

عام طور پر سال میں چاند کو چار مرتبہ گرہن لگ جاتا ہے۔ان آیات میں مسیح موعود کے زمانہ میں چانداور سورج کو گرہن لگنے کا بیان تو ہے مگر مہینے اور تاریخوں کو بیان نہیں کیا گیا۔اگر مہینے اور تاریخوں کا پتہ نہ چلے تو انسان پریشان ہوسکتا ہے اوراس پیشگوئی سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے سے محروم رہ سکتا ہے۔لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ خدا خود یا اپنے رسول پاک ﷺ کے ذریعہ چانداور سورج کے گرہن کی تفصیلات کا تذکرہ نہ کرتا۔جب ہم اس تفصیل کی تلاش میں حدیث کی کتابیں دیکھتے ہیں تو سنن دارقطنی میں درج اس پیشگوئی کی تفصیل ملتی ہے سنن دارقطنی کے مؤلف امام دارقطنی محدثین کے ہاں امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں،ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ

''حدیث،علل الحدیث اوراسماءالرجال کاعلم آپ پرختم تھا'' (تذکرۃ الحفاظ)

سنن دارقطنی میں لکھا ہے کہ حضرت امام باقر جو امام زین العابدین کے بیٹے ،حضرت امام حسین علیہ السلام کے پوتے اور حضرت علیؓ وحضرت فاطمہؓ کے پڑپوتے ہیں وہ روایت کرتے ہیں:۔

ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فى النصف منه ولم تكونا منذ خلق الله السمٰوٰت والارض

(سنن دارقطنی **كتاب الصلوٰة باب صفة صلوٰة الخسوف والكسوف وهيئتهما**)

اس حدیث کے علاوہ کتب احادیث میں ہمیں کوئی حدیث نہیں مل سکی جس میں مہدی کے زمانہ میں ہونے والے چاند گرہن اور سورج گرہن کی تفصیل بیان ہوئی ہو۔اس

حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے مہدی کی سچائی کے اظہار کیلئے دونشان ظاہر ہوں گے۔ الفاظ ''ہمارے مہدی'' اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ امت میں مہدی ہونے کے کئی دعویدار پیدا ہوں گے مگر جومہدی ہمارا نہیں ہوگا بلکہ مہدی ہونے کا جھوٹا دعویدار ہوگا اس کی خاطر یہ دونشان ظاہر نہیں ہوں گے۔ بلکہ صرف سچے مہدی کی خاطر یہ دو نشان ظاہر ہوں گے اور یہ دونشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین وآسمان کی پیدائش ہوئی کسی کی سچائی کے اظہار کیلئے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ اور وہ دونشان یہ ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی تیرھویں رمضان کو چاند گرہن ہوگا کیونکہ چاند کو ہمیشہ تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں رات میں سے کسی ایک رات کو گرہن لگا کرتا ہے اور سورج کو گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس رمضان کو گرہن لگے گا کیونکہ سورج کو ہمیشہ قمری لحاظ سے ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخ میں ہی گرہن ہوا کرتا ہے۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا کسی مہدی کے زمانے میں کسی مہدی کی سچائی کے اظہار کے لئے یہ دونشان کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے جب مسیح ومہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ کی مخالفت کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت قرآن وحدیث کی پیشگوئی کے مطابق 13 رمضان 1311ھ یعنی 21 مارچ 1894ء کو بدھ کے دن شام سات بجے سے نو بجے تک چاند گرہن رہا اور پھر اسی سال اسی رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو یعنی 6 اپریل 1894ء کو جمعہ کے دن صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک سورج کو گرہن رہا۔

چاند کو ہمیشہ رات کو گرہن لگا کرتا ہے، اگر آدھی رات کو یا رات کے آخری پہر میں چاند کو گرہن لگتا تو اکثریت اس نشان کو دیکھنے سے محروم رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے تقاضا کیا کہ شام سات بجے سے نو بجے تک چاند کو گرہن لگے تا دنیا کی اکثریت اس نشان کا

مشاہدہ کر سکے۔اسی طرح سورج کو دن کے وقت گرہن لگا کرتا ہے اگر طلوع آفتاب کے چند منٹ بعد سورج کو گرہن لگ جاتا تو پھر بھی بہت سارے لوگ جو رات کو دیر سے سوتے اور پھر صبح دیر سے اٹھتے ہیں وہ اس نشان کو دیکھنے سے محروم رہ جاتے۔اس لئے رحمت الٰہی نے ایسا انتظام کیا کہ سورج کو صبح ۹ سے ۱۱ بجے تک گرہن لگایا تا اکثریت اس نشان کا مشاہدہ کر سکے۔

زمین گول ہے، زمین کے مشرقی حصہ میں لگنے والا گرہن زمین کے مغربی حصہ میں دکھائی نہیں دیتا اسی طرح زمین کے مغربی حصہ میں لگنے والا گرہن زمین کے مشرق میں دکھائی نہیں دیتا۔اللہ تعالیٰ کی رحمت پر قربان جائیں کہ اس نے 1894ء میں مہدی موعود کی سچائی کے اظہار کی خاطر زمین کے مشرقی حصہ میں چانداور سورج کے گرہن کا نشان دکھایا اور اگلے ہی سال انہیں تاریخوں میں امریکہ اور اہل مغرب کو اللہ تعالیٰ نے اس نشان کا دیدار کروایا۔

مسیح موعود ومہدی معہود کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا:۔ (۱) اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔**یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ** (سورۃ السجدہ :6)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام پر آنے والے تین زمانوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔فرمایا پہلا زمانہ وہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ اپنے حکم شریعت یعنی اسلام کو آسمان سے زمین پر قائم کرتا چلا جائے گا پھر وہی حکم ایک ہزار سال میں اللہ کی طرف چڑھ جائے گا۔یہ جو فرمایا کہ ایک ہزار سال میں آسمان پر چڑھے گا، اس کے معنی منسوخ ہونے کے نہیں ہو سکتے کیونکہ منسوخ تو ایک آیت سے ایک منٹ میں ہو جاتا ہے۔

درحقیقت اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک ہزار سال اسلام پر اور اہل اسلام پر انحطاط کا زمانہ ہوگا۔ زوال کی مدت ایک ہزار سال بیان کر کے اس جملہ میں دو باتیں سمو دی گئیں کہ ہزار سالہ کمزوری کا زمانہ جب ختم ہوگا تو اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ کمزوری کا نہیں بلکہ اسلام کی ترقی اور شوکت کا زمانہ ہوگا۔ اور پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی دوبارہ ترقی مسیح موعود و مہدی معہود کے وجود سے وابستہ ہے۔ گویا اس آیت نے تین زمانے بتا دیئے کہ پہلا زمانہ شوکت اسلام کا زمانہ ہے جس کی مدت حضرت رسول پاک ﷺ نے تین صدیاں بیان فرمائی ہے اور دوسرا زمانہ اسلام کی کمزوری کا ہے جس کی مدت اس آیت کریمہ نے ایک ہزار سال بیان فرمائی ہے۔ تیسرا زمانہ جو زوال اسلام کے بعد آئے گا وہ شوکت اسلام یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود کا زمانہ ہے جو تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد آئیگا۔ پس اس آیت کی رو سے چودھویں صدی کا زمانہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا زمانہ قرار پاتا ہے۔

(۲):۔ اللہ تعالیٰ سورۃ سبا میں فرماتا ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. قُلْ لَكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ (سبا:29 تا 31)

یعنی اے محمد ﷺ ہم نے تجھے تمام بنی نوع انسان کی طرف جن میں سے ایک بھی تیرے حلقہ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو مومنوں کو خوشخبری دیتا ہے اور کافروں کو ڈراتا ہے۔ لیکن انسانوں میں سے اکثر اس حقیقت سے واقف نہیں۔ اور کفار جوش میں آکر کہہ دیتے ہیں کہ اے مسلمانو! اگر تم سچے ہو تو ساری دنیا تک رسالت کا پیغام دینے کا یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ فرمایا تو جواب دیدے کہ اے مخالفین اسلام! تمہارے لئے ایک دن کی میعاد مقرر ہے اس کے بعد یہ وعدہ پورا ہوگا۔ نہ تو تم اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے اور نہ ہی ایک گھڑی اس سے آگے بڑھ سکو گے۔

ان آیات میں ایک زبردست پیشگوئی کی گئی ہے کہ ایک دن کی میعاد گزرنے کے بعد پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ کا عالمگیر منصوبہ شروع ہو جائیگا۔ اس ایک دن کی مہلت سے کیا مراد ہے؟ اس بارہ میں قرآن کریم بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض دن انسانی گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کے ہوتے ہیں (سورۃ الحج:48) اور بعض دن انسانی گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال کے ہوتے ہیں (سورۃ المعارج:5) اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں ایک دن کی مہلت سے مراد پچاس ہزار سال تو نہیں ہو سکتے، کیونکہ احادیث نبویہ کے مطابق ہماری اس نوع انسانی کی عمر سات ہزار سال بیان ہوئی ہے۔ لہٰذا اس آیت میں بیان شدہ ایک دن کی مہلت سے مراد ایک ہزار سال ہے۔ چنانچہ اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی کہ شوکت اسلام کی پہلی تین صدیاں گزرنے کے بعد اسلام اور اہل اسلام پر ایک ہزار سال کا زمانہ کمزوری کا آئے گا پھر اس کے بعد کا زمانہ یعنی تیرہ سو سال کے بعد کا زمانہ مسیح موعود اور مہدی موعود کے ظہور کا زمانہ ہوگا جس کے ذریعہ پوری دنیا میں اسلام کی عالمگیر تبلیغ اور غلبہ کا منظّم پروگرام شروع ہوگا۔

(۳) :۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے سِـرَاجًـا مُّنِيْـرًا (احزاب 47) یعنی ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر بھیجا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو سورج قرار دے کر اللہ تعالیٰ آپ کے وجود کی سورج کے ساتھ مشابہت بیان فرما رہا ہے اور اس میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ جس طرح سورج جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے لے کر زمین کے فنا ہونے تک ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے افراد کو روشنی مہیا کرتا ہے اور قیامت تک اہل زمین کیلئے اب کسی نئے سورج کی ضرورت نہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ کا وجود روحانیت کا سورج ہے۔ آپ کا نور اور آپ کا فیضان قیامت تک ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے افراد کیلئے ہے۔ آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک کسی نئے سورج یعنی کسی نئے صاحب شریعت نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زمین گول ہے اور

اپنے مدار پر چکر کھا رہی ہے۔زمین کی گردش کے نتیجہ میں زمین کے جس حصہ پر سورج کی شعاعیں نہیں پہنچ رہی ہوتیں اس کی تاریکی دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے چاند کو پیدا کیا ہے۔جس کی اپنی ذاتی کوئی روشنی نہیں ہے، وہ سورج سے نور لے کر خود بھی روشن ہوتا ہے اور زمین کے جس حصہ پر سورج کی روشنی براہ راست نہیں پہنچ رہی ہوتی اس حصۂ زمین کو بھی چاند سورج سے فیض پا کر روشنی دے رہا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو سورج قرار دے کر دوسری بات یہ بیان کی گئی کہ جب انسان ہونے کی بناء پر آپ وفات پا جائیں گے اور آپ کا فیضان براہ راست لوگوں کو نہیں پہنچ رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایسے وجود پیدا کرے گا جو چاند کی طرح آپ کے روحانی وجود سے فیض پائیں گے اور اہل زمین کو آپ کا فیض پہنچائیں گے۔ چنانچہ اسی مقصد کے حصول کی خاطر آپ نے امت کی اصلاح کیلئے ہر صدی میں ایسے مجددین کے پیدا ہونے کی خبر دی جو آپ سے فیض پا کر اصلاح امت کا فریضہ سرانجام دیں گے۔ **(ابو داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائة)**

پہلی رات کا چاند چھوٹا ہوتا ہے اور اگلی راتوں کا چاند آہستہ آہستہ بڑا ہوتا جاتا ہے۔ چودھویں رات کا چاند سورج سے مکمل طور پر فیض یاب ہو کر اس کا کامل عکس بن چکا ہوتا ہے۔سو اس تمثیل میں خدا تعالیٰ ہمیں یہ سمجھا رہا ہے کہ وہ مجدد جو آپ کا کامل بروز اور کامل عکس ہوگا یعنی مسیح موعود اور مہدی موعود وہ چودھویں صدی میں چودھویں رات کا چاند بن کر طلوع ہوگا۔

چودھویں رات کا چاند سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے طلوع کر جاتا ہے۔اسی الٰہی سنت کے مطابق چودھویں صدی کے مجدد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے چودھویں صدی شروع ہونے سے دس سال پہلے 1290ھ میں دعویٰ فرمایا۔ چودھویں کے چاند میں ایک یہ بھی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوا کرتا

ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود بھی سعودی عرب سے مشرق یعنی سرزمین ہندوستان کی مقدس بستی قادیان میں ظاہر ہوا۔

(۴):۔قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کو سورج قرار دیا ہے۔سورج قیامت کبریٰ کے آنے تک فنا نہیں ہوگا۔لیکن سورج پر ایسا زمانہ آتا ہے کہ جب وہ اہل زمین کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔اس وقت سورج موجود تو ہوتا ہے لیکن وہ لوگوں کو دکھائی نہیں دے رہا ہوتا۔اس کے غروب ہونے کے بعد آسمان پر سرخی نمودار ہو جاتی ہے جس میں کچھ روشنی ہوتی ہے اس سرخی کو شفق کہا جاتا ہے، جو عشاء کے قریب تک رہتی ہے۔شفق کے ختم ہونے کے بعد رات کی تاریکی بڑھتی چلی جاتی ہے اور جب رات انتہائی تاریک ہو جاتی ہے اور کامل طور پر دنیا پر چھا جاتی ہے تو اس میں چوریاں بھی ہوتی ہیں ڈاکے بھی پڑتے ہیں،قتل بھی ہوتے ہیں،سانپ اور بچھو بھی باہر آتے ہیں اور پھر اندھیرا ایسا چھا جاتا ہے کہ کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ چنانچہ یہی مضمون اللہ تعالیٰ سورۃ الانشقاق آیت نمبر 17 تا 19 میں بیان کرتا ہے۔فرمایا فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ کہ میں شفق کو یعنی سورج کے غروب ہونے کے بعد کی سرخی کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں ۔اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا روحانی سورج دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جائیگا تو پھر امت پر کچھ عرصہ شفق کا آئے گا۔شفق کا عرصہ گزرنے کے بعد امت پر رات کی تاریکیاں چھاتی چلی جائیں گی۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ پہلی تین صدیاں میری امت کا بہترین زمانہ ہے اس کے بعد خرابیاں پھیلتی چلی جائیں گی۔

(بخاری کتاب الرقاق باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا و التنفاس فیھا)

پس یہ تین صدیاں آپ کے زمانہ کے سورج کی صدیاں ہیں۔تاریخ اسلام کی پہلی تین صدیاں گزرنے کے بعد شفق کا زمانہ شروع ہوگا تو آپ کا روحانی سورج غروب ہو

جائیگا اور امت پر شفق کا زمانہ شروع ہوگا یعنی بے شک امت میں خرابیاں بھی ہوں گی لیکن ان خرابیوں کے باوجود بڑے بڑے اولیاء بھی جنم لیں گے۔

اس کے بعد فرمایا وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ کہ میں رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اور اسے بھی جسے رات جمع کر لے گی۔ رات ہمیشہ اپنے اندر تاریکیاں اور خرابیاں جمع کرتی ہے۔ اس میں یہ پیشگوئی کی ہے کہ پھر اس امت پر رات کی تاریکیاں بڑھتی چلی جائیں گی خرابیاں اور فتنے دن بدن امت کو اپنی لپیٹ میں لیتے چلے جائیں گے۔

پھر فرمایا وَالْقَمَرِ اِذَاتَّسَقَ کہ میں چودھویں کے چاند کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ ان آیات میں کوئی جسمانی بات بیان نہیں ہو رہی کیونکہ رات کے ختم ہونے پر سورج طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ چودھویں کا چاند۔ اسی طرح چودھویں کا چاند روشن راتوں کے بعد طلوع کیا کرتا ہے نہ کہ تاریک راتوں کے بعد، تاریک رات کے بعد ہلال یعنی پہلی رات کا چاند طلوع کیا کرتا ہے مگر اس آیت میں فرمایا کہ رات کے بعد چودھویں کا چاند طلوع ہوگا۔ یہ فقرہ بتاتا ہے کہ اس آیت میں آئندہ کے حالات کے بارہ میں پیشگوئی کی جارہی ہے کہ اسلام پر کمزوری اور زوال کا زمانہ چودھویں کے چاند کے طلوع ہونے سے ختم ہوگا۔ چاند وہ وجود ہے جو سورج سے روشنی لے کر خود منور ہوتا اور اہل زمین کو بھی اپنے وجود کے ذریعہ سورج کا فیض پہنچا رہا ہوتا ہے۔

پس اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے روحانی سورج سے فیض پانے والا وجود جو اسلام کی تاریک رات کے بعد آئے گا، وہ چودھویں رات کا چاند ہو گا یعنی چودھویں صدی میں ظہور پذیر ہوگا۔

دوستو! مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ZAHŪR -E- MASIH WA MAHDI (A.S)

(Advent of the Messiah and Mahdi (A.S))

According to the Prophicies of the Holy-Quran and the sayings of the Holy-Prophet (P.B.U.H)

Language:- urdū